قسط ۳

سید عطاء المحسن بخاری

سیّدنا معٰویہ رضی اللہ عنہٗ

اور اُن کے بے رحم ناقدین :

اس سے قبل دسمبر جنوری میں مضمون دو قسطوں میں ختم کر دیا تھا مگر دفاعِ معاویہ رضؓ نامی کتاب جب لفظ لفظ پڑھی تو عیاں ہوا کہ جناب قاضی مظہر حسین صاحب تو سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو بھی "گراس" کر گئے ہیں اور ان کی تیزگامی کو بریک لگانا ازبس ضروری ہے ۔ قسط ۳ ہدیۂ قارئین ہے ——— قارئین اپنی آراء بھی ضرور لکھیں ؎

مجھ کو دُشمنوں پر بھی پیار آیا
دوستی کی فریب گاہوں میں

جب سے یہ کائنات انسانی وجود سے آشنا ہوئی ہے تب سے آج تک اور ہمارے بعد نہ جانے کب تک یہ انسانی مخلوق کائنات میں مثبت اور منفی اعمال کو جنم دیتی رہے گی ، اور اپنے ہی اعمال کے عوض میں جزاء و سزا کے اجراء کیلئے گھڑیاں نہیں صدیاں گنتی رہے گی لیکن اس انسانی مخلوق میں سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ صرف صحابہ ہی ایسے انسان ہیں جو اپنے لئے ملنے والی جزاؤں کا فیصلہ دنیا میں ہی سُن کر عقبیٰ کے سفر پر گئے اور انسانوں کی اس بستی میں صحابۂ رسول ہی وہ خوش نصیب انسان ہیں جو بلا امتیاز اپنی نجات ، مغفرت ، جزاءِ خیر اور رضاءِ الٰہی کا پروانہ لے کر قبر کی شب ہائے دراز کی تاریکیوں کو پُرنور کر گئے اور جہانِ فانی سے جانے والے جہانِ ابد کے شہ نشین ہو گئے ۔ صحابہ کو یہ پُربہار و پُرجمال صلہ انہیں صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی نسبتِ ایمان ، معیّتِ مکان اور معیت زمان کے عوض میں ملا ہے ہرچند

صحابہ کے اعمال بھی اس کے مستحق ہیں لیکن صحابہ کی نجات کے لئے اللہ سبحانہٗ نے صحابہ کے اعمال کو وہ اہمیت نہیں دی جو معیت و نسبت کو ملی ہے۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ (التحریم پ ۲۸)	جس دن نہیں رسوا کرے گا اللہ نبی کو اور ان لوگوں کو جو معیتِ ایمانی والے ہیں۔

اس آیتِ کریمہ میں آخرت کی رسوائیوں، دفترِ اعمال کی چھان بین اور حساب کتاب سے رہائی و نجاۃ کی اساس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان، مکان اور زمان کی معیت ٹھہرائی گئی ہے نہ کہ اعمال۔ اعمالِ صحابہ کے سلسلہ میں اللہ سبحانہٗ نے انفاق و قتال کو جو اہمیت دی ہے وہ دوسرے اعمال کو نہیں دی۔ اور اس میں بھی کوئی امتیاز نہیں برتا۔ یہ فیصلہ بھی بلا امتیاز ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (الحدید پ ۲۷)	برابر نہیں تم میں، جس نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور لڑا، اُن لوگوں کا درجہ بڑا ہے۔ اُن سے خرچ کریں اُس سے پیچھے، اور لڑیں۔ اور سب کو وعدہ دیا ہے اللہ نے خوبی کا (ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ)

دوسرے بہت سے مقامات پر قرآنِ کریم میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق ہجرت، نصرت، اوّلیت، سابقیت کا ذکر بھی فرمایا ہے مگر ان کا تعلق رتبہ، درجہ، فضیلت سے ہے۔ مدارِ نجاۃ معیت ہے اور معیت کا مرکز براہِ راست دل ہے — اس لئے صحابہ کی اسی نسبتِ عالیہ کی وجہ سے اللہ نے صحابہ کو معیارِ ایمان و معیارِ حق قرار دیا اور ان کی اتباع کا حکم دیا۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ○	پس اگر وہ ایمان لے آئیں تمہارے ایمان جیسا — پ ۱ بقرہ۔
أُولٰئِكَ هُمُ الرّٰشِدُونَ ○	یہی لوگ سیدھی راہ پر چلنے والے ہیں — پ ۲۶ حجرات۔
أُولٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ ○	یہی لوگ سچے ہیں — پ ۲۸ حشر

يا ايها الذين اٰمنوا اتقوا اللّٰه وكونوا مع الصّٰدقين ○	اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو۔ (التوبہ پ۱۱)

ان آیتوں کا نزول اگرچہ مخصوص حالات کے ماتحت ہے مگر ان کے عمومی احکام نے قیامت تک کے انسانوں کو پابند کر دیا ہے اور حکم لگا دیا ہے ——— کہ :

ایمان معتبر ہے تو صحابہ جیسا
ھدایت معتبر ہے تو صحابہ جیسی
تمام صحابہ بلا امتیاز راشد ھیں
تمام صحابہ بلا امتیاز صادق ھیں
لہٰذا مؤمنین انہی کا ساتھ دیں،
انہی کی اتباع کریں ——— !

اور صحابہ کے انہی کمالاتِ فائقہ، انہی صفاتِ عالیہ اور مضبوط و مستحکم نسبتوں کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے صحابہ کے مقام و منصب اور ذات و اعمال کے دفاع کا حکم دیا :

عن عُویمر ابن ساعدۃ رضی اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا ظهرتِ البِدَعُ اَوقال الفِتَنُ وَسُبَّ اَصْحَابِی فَلْیُظْهِرِ العَالِمُ عِلْمَهٗ فَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ والملائکة والنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لایَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرفاً وَ لاعَدلاً ———	حضرت عویمر ابن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بدعتوں یا فتنوں کا ظہور ہو اور صحابہ کو بُرا کہا جائے تو علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم کا اظہار کریں اور جو عالم ایسا نہیں کریگا اس پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے ایسے علماء کے فرائض و واجبات قبول نہیں کئے جائیں گے ۔

قرآن کریم اور حدیث مبارک کے ان قطعی اور اٹل فیصلوں کی ضیاء میں ہم نے اپنا یہ شعوری عقیدہ بنایا کہ تمام صحابہ کرام اپنے اپنے درجات اور فضائل قرآنی کی ترتیب کے ساتھ تنقید و تبصرہ اور محاکمہ سے ماوریٰ ھیں اور

اگر اُمت کا کوئی خاص، عام بڑا چھوٹا یہ جرأت کرے تو اسکو پوری قوت کے ساتھ رد کرنا امت کے اہلِ علم کا شرعی فریضہ ہے جو اہلِ علم دفاعِ صحابہ نہیں کریں گے۔ ان پر اللہ، فرشتوں، اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے اور ایسے خاموش رہنے والوں کے فرائض و نوافل ان کے منہ پر مار دیئے جائیں گے۔ دفاع تمام صحابہ کا ہو یا اکابرِ صحابہ کا یا اصاغرِ صحابہ کا بہر حال یہ شرعی فریضہ ہے جو بھی یہ فرض ادا کرے گا وہ خوش نصیب ہے۔

ہم فقیر بھی اسی نعمت کے حصول کے لئے صحابہ پر کئے گئے اعتراضات اور طعن و تشنیع کو رَد کرنے کے لئے اس وادی پُرخار میں اُترے ہیں اور لوگ بھی یہ عملِ صالح کر رہے ہیں ہم میں اور ان لوگوں میں فرق یہ ہے کہ ہم صحابہ کے اجتہادات کے مقابلہ میں اُمت کے دیگر بُزرگوں کے فیصلوں، محاکموں اور آراء کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو صحابہ کے اجتہادات کو دیتے ہیں۔ ہمارے اس رویے اور رائے کو ناپسند کرنیوالے لوگ اُمت کے ان بزرگوں کے تشخص و منصب کو بچانے کے لئے "تاویل کا پھاٹک کھول کر اُن کے مجروح، غیر معقول، اور جانبدارانہ اقوال کی تاویل کرتے ہیں اور کسی نہ کسی شکل میں صحابہ کو مطعون رہنے دیتے ہیں اور اپنے اس رویے کو "دفاعِ صحابہ" کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ جب ایسے لوگ غیر صحابی بُزرگ کے اقوال کی "تاویل یا اپنے اقوال کی تاویل کرتے ہیں تو بین السطور سے یہ بات کُھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ نام نہاد "دکلاءِ صحابہ" دراصل اپنی جانوں اور اپنے غیر صحابی بُزرگوں کا دِفاع کر رہے ہیں نہ کہ صحابہ کا ——— ہم دیانتداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ اپنی رائے تاویل اور محاکمہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اپنے غیر صحابی بزرگوں کی عبارتوں کو بطورِ حوالہ و استدلال پیش کرتے ہیں وہ نادانستہ طور پر ان بُزرگوں کو بھی ناقدین اور مؤوِّلین کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں اور یہ کوئی مستحسن اقدام نہیں ——— خوبی تو یہ ہے کہ صحابہ کی رائے اور فیصلہ کے مقابلہ میں اپنے ان مرحوم بزرگوں کو خطا دار مان لیا جائے تاکہ نزاع رفع ہو جائے مگر اصرار و استدلال کا روگ اور تاویل کے ذریعہ تکریم کا عجمی حربہ ان لوگوں کو ایسا لذیذ و مرغوب ہے کہ عہدِ حاضر کے مشائخ عجم اس عجمی ذوق کو چھوڑنا چاہیں بھی تو شاید ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔

۱۹۵۷ء سے لے کر آج ۱۹۸۹ء تک میری آنکھوں نے جرح و قدح صحابہ کے سلسلہ میں سُنیت کے دعویدار جن نامور لوگوں کو لنگر لنگوٹ کس کے میدانِ مبارزت میں اُترتے اور للکارتے دیکھا ان میں

جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی

جناب عبدالرشید نعمانی

جناب قاضی مظہر حسین چکوالی

جناب لعل شاہ بخاری (ٹیکسلا)

اپنے اپنے حلقۂ ارادت کے امام سرِفہرست ہیں اور چھوٹے چھوٹے بیسیوں خرسوار بھی ان کی اتباع میں اُنہی کے مہیا کئے ہوئے منفی دلائل سے لیس ہو کر "دِفاعِ صحابہ" کے نام پر صحابہ پر ہی حملہ آور ہیں اور غیر صحابی کے دفاع کا "عملِ خیر" سرانجام دے رہے ہیں اور اس پر طُرّہ یہ کہ جو شخص انکی رائے سے اختلاف کرے یہ اُسے فتویٰ کی زد میں لاکر خارجی، جاہل، گستاخ اور نہ جانے کیا کیا الاپنا شروع کر دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ـــــ جناب قاضی مظہر حسین صاحب نے تو اس سلسلہ میں کمال چابکدستی سے متقدمین کی سب عبارتوں تاویلوں اور دلیلوں کو اپنی رائے کے حق میں معروف و مجہول استعمال فرمایا ہے۔ قاضی صاحب نے امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دِفاع پر ۱۸۸ صفحات سیاہ کئے ہیں اس کے مندرجات جو دفاع کے نام پر رقم فرمائے ہیں قارئین مُلاحظہ فرمائیں :

(۱)ـــ حضرت علی رضی اللہ عنہ بالاتفاق قرآن کے موعودہ چوتھے خلیفۂ راشد ہیں ان کے اس مرکزی منصبِ خلافتِ راشدہ کو تسلیم کرنے کے بعد آپ سے جنگ کرنے والوں کو باغی ہی قرار دیا جائے گا[۱]

(۲)ـــ انہوں نے اپنے اجتہاد کی بناء پر حضرت علی المرتضےٰ سے اختلاف کیا لیکن ان سے اجتہادی خطا ہوگئی[۲]

(۳)ـــ البتہ حضرت امیر معاویہ ہوں یا حکمین یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمروؓ بن عاص یا دُوسرے صحابہ ان کے لئے یہ اجتہادی مسئلہ تھا۔ کیونکہ اس وقت یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ آیت استخلاف اور آیتِ تمکین کا مصداق حضرت علی المرتضیٰ ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین[۳]

(۴)ـــ حضرتِ معاویہ وغیرہ صحابہ کرام کی طرف سے دِفاع کرتے ہوئے میں نے لکھ دیا تھا کہ حضرت

---

[۱] "دِفاعِ معاویہؓ" مصنفہ قاضی مظہر حسین ص۲۲، ص۲۳

[۲] قاضی مظہر حسین ص۲۵ [۳] ص۲۵

علی کا موعودہ خلیفہ راشد ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن دَورِ صحابہ میں یہ نصوص صحابہ کے پیشِ نظر نہ تھیں کیونکہ آیت وحدیث میں خلفاء اربعہ کے نام نہیں تھے[۴]

(۵)۔ بحیثیتِ شرف صحابیت کے ہم حضرتِ معاویہ کے خلوص میں شُبہ نہیں کر سکتے البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ سے اجتہادی خطاء کا صدور ہو گیا تھا اور اس میں نہ کوئی بے اَدبی ہے نہ تنقیصِ شان[۵]

(۶)۔ حضرت علی کو معزول کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں تھا بلکہ گُناہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کو معزول کرنا یقیناً سخت نافرمانی ہے[۶]

(۷)۔ حضرت معاویہ کے متعلق جن لوگوں نے لکھا ہے باطل پر تھے۔

(۸)۔ ملکِ جائر تھے (ظالم بادشاہ)

(۹)۔ فاسق تھے — صورتاً مراد ہے نہ کہ حقیقتاً[۷]

(۱۰)۔ اور مشاجراتِ صحابہ کے دَوران کسی کو علم نہ تھا کہ باقتضاء النصّ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چوتھے موعودہ خلیفہ راشد ہیں[۸]

قارئین! قاضی صاحب کی کتاب کے ان آٹھ حوالوں کو دوبارہ پڑھیں اور دیکھیں کہ قاضی صاحب نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کے رُوپ میں ان پر کیا کیا فردِ جرم عائد کی ہے اور ان کی شخصیت کو کن کن کردہ الفاظ سے یاد کیا ہے انکی یہ عبارتیں پڑھ کر کون ہوگا جس کی لوحِ دِل پر حضرتِ معاویہ کے بارے میں خیر، محبت، سلامتی، بُزرگی اور ان کے عدل وتقویٰ کے جذبات اُبھریں گے۔ مثبت تصوّر تو درکنار اُلٹا اِس قسم کا منفی یقین پیدا ہوگا کہ معاذ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

۱ — باغی تھے۔ (معاذ اللہ)

۲ — خطاکار تھے۔ (معاذ اللہ)

۳ — حضرت علی کی خلافت کے بارے میں حضرت معاویہ حضرت عمرو بن عاص حضرت ابوموسیٰ اشعری اور دیگر بُزرگ صحابہ جو حضرت معاویہ کے ساتھ تھے ان میں سے کسی کو یہ تک معلوم نہ تھا کہ آیتِ تمکین اور آیتِ استخلاف میں حضرت علی کی خلافت منصوص تھی اور (رضی اللہ عنہم)

۴ے ص ۲۵ ۵ے ص ۲۶ ۶ے ص ۲۷ ۷ے ص ۲۸ ۸ے ص ۵۴

۴ — یہ قرآنی نصوص صحابہ کے پیشِ نظر نہ تھیں۔ (اعوذ باللہ)

۵ — امیرِ معاویہ کے خلوص پر تو شبہ نہیں کیا جا سکتا لیکن ان کا اجتہاد غلط تھا (معاذ اللہ)

۶ — حضرت علی کو معزول کرنے والے گناہ گار تھے۔

۷ — یقیناً سخت نافرمان تھے۔ (عیاذاً باللہ)

۸ — (حضرت معاویہ معاذ اللہ) باطل پر تھے۔

۹ — ظالم بادشاہ تھے —— (استغفر اللہ)

۱۰ — فاسق تھے۔

۱۱ — جمل و صفین کے جنگ جدال میں کسی کو قرآن میں خلافتِ موعودہ کا علم نہ تھا (اعاذنا اللہ من ھذہ الهفوات)

قارئین انصاف کریں کہ یہ حضرت معاویہ کا دفاع ہے یا ان پر جارحانہ حملہ ......؟

سیدنا معاویہؓ اور ان کے ہم نوا صحابہ کی شخصیت کشی کے جو فیصلے قاضی مظہر حسین صاحب کی عدالت نے سنائے ہیں اس کو اہلِ سنت کا مسلک مان لیا جائے تو میں پوچھتا ہوں رافضیوں، تبرائیوں اور سبائیوں پر لعن طعن کا کیا جواز ہے۔ انہوں نے بھی تو حضرت معاویہ کو اسی بدتمیزی، تہمت طرازی، الزام تراشی اور دشنام بازی سے یاد کیا ہے۔ ان کا بعینہٖ یہی موقف ہے۔ شیعوں میں اور ایسے تمام اہلِ سنت والجماعت میں فرق صرف یہ رہ جاتا ہے کہ شیعہ جو کہتا ہے اس کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے مگر یہ بزعمِ خود "اہلِ حق" اور "اہلِ سنت والجماعت" تاویل، توجیہ اور تعبیر کا عجمی سہارا لے کر اپنے نفسِ امارہ کو مطمئنہ بنانے کی "سنیت" میں مگن رہتے ہیں —— اور وہ تعبیر پُر تزویر یہ ہے کہ اس ساری بکواس اور خرافات کے متعلق اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ یہ سب کچھ:

صورتاً مراد ہے حقیقتاً نہیں[1] ——————

اور اس سے صحابہ کی تنقیصِ شان بھی نہیں ہوتی[2] —————— واہ واہ کیا کہنے ہے

صبح کو پی شام کو توبہ کر لی ٭ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔

اور اگر صرف قاضی مظہر حسین کو ان کے القاب اور سرکاری و درباری خطابات کے بغیر یاد کیا جاتا

---

[1] قاضی مظہر حسین "دفاعِ معاویہؓ" ص ۲۸ [2] ایضاً ص ۲۶

ہے تو ایسا کرنیوالا جاھل، گستاخ اور خارجی جبکہ قاضی مظہر حسین اور ان کے ہم عصر بھی کسی عارف باللہ سے منسلک ہیں اور ثانی صاحب کو ان میں سے بعض پر بجز کبر سنی کے اور کوئی فضیلت بھی تو نہیں ہے۔ اپنے اپنے دائرے میں کچھ ان کے متبعین ہیں تو کچھ محب ومخلص اور لوگوں کے بھی ہیں وہ بھی دین کا کام کرنے کے دعویدار ہیں اور لوگ بھی دین کا کام کر رہے ہیں لیکن لے قاضی صاحب اور لے قاضی جی کے متبعین قاضی صاحب اور صحابۂ رسول میں باہم تقابلی نسبت ہی کیا ہے ؟ کبھی سوچا —— ؟ کجا رام رام کجا ٹیں ٹیں —— قاضی صاحب نے بھی بڑی چابکدستی اور جرأت سے صحابہ کو وہ سب کچھ کہا جو رافضی اور ایرانی خبیث کہتے ہیں مگر خدّام اہلِ سُنّت کو ذرّہ برابر احساس دامن گیر ہوا کہ صحابہ کی عظمت داغدار ہو رہی ہے ہزارہا تأویل وتوجیہ بھی ان بدترین ریمارکس کو حسنِ کلام میں تبدیل نہیں کر سکتیں۔ بدتمیزی بہرنوع بدتمیزی ہے خواہ اسکی تأویل کتنے ادیبانہ پیرائے میں کیوں نہ کی جائے۔

اب قاضی مظہر حسین دیوبندی کے قاضی صاحب اور مفتی احمد یار خاں مرحوم ایک صف میں لیجئے :

ہم عصر بریلوی بزرگ مفتی احمد یار خاں صاحب کے قلم پارے بھی ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ یہ دیوبندی بریلوی بزرگ سیّدنا معاویہؓ کے بُغض وعداوت میں کیسے متفق ومُتحدّ ہیں۔ ویسے بریلوی و دیوبندی آپس میں ایک دُوسرے کو مُشرک اور گستاخِ رسول کے تحفے تبادلے میں پیش کرتے رہتے ہیں لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا سرد اور زہریلا لب ولہجہ ایک ہے۔ "واقعی امیر معاویہ اور اُن کے تمام ساتھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں باغی تھے"[۱] —— قاضی صاحب نے بھی حضرت معاویہ کو باغی لکھا ہے حوالہ گزر چکا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی لکھا اور شیعوں کا مؤقف بھی یہی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بُغض ان دونوں دیوبندی بریلوی بزرگوں کے رگ وپے میں ایسا سرایت کر گیا ہے کہ دونوں نے ان کے ذکر کے بارے میں عامیانہ لب ولہجہ اختیار کیا ہے۔ اور رضی اللہ عنہ تک لکھنے کی توفیق بھی نہیں ہوئی —— مفتی احمد یار خاں صاحب نے بھی اُوپر والی عبارت میں حضرت معاویہؓ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہیں لکھا اور جناب قاضی مظہر حسین صاحب نے بھی حضرات صحابہ کا یوں ہی ذکر کیا۔ "حضرت معاویہ وغیرہ"[۲]

۱۳۲

[۱] "امیر معاویہ رضؓ" مفتی احمد یار خاں ص ۱۰۶ [۲] "دفاعِ معاویہ رضؓ" قاضی مظہر حسین

ناقدین اور طعن کرنے والوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس لب ولہجہ میں صحابہ سے مخاطب ہونے والے بھی شیعیت سے متاثر ہیں سبائیوں کے پراپیگنڈے کی داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے تاریخی روایات میں تنی تلبیس کی کہ مشیخت وتقدّس کے بڑے بڑے خانقاہی ستون بھی ان کی تلبیس کی تاریکیوں میں گم ہو گئے اور شیعوں کا تمام لب ولہجہ رویہ اور اصطلاحات تک زبان زد خواص ہو گئیں شخصیات کے بارے میں اسلوب اور لب ولہجہ ہی کسی لکھاری کے باطن کی غمازی کرتا ہے ۔ صحابۂ کرام کو صحابی ماننا اور محبتِ اہلِ بیت کے نام پر انہیں ہدفِ ملامت بنانا یہی تو شیعیت ہے ۔ اور قاضی مظہر حسین صاحب کی کتاب "دفاعِ معاویہ" میں لہجہ کی کاٹ اور سیدنا معاویہ اور ان کے ہم نوا صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق رویہ اور ریمارکس نصیر الاجتہادی کے انداز سے ہرگز کم نہیں ہے

آہ ہم کس خیال میں گم تھے ــــ ؟ دوستی کے لباس میں تم تھے

(باقی آئندہ)

قائدِ احرار تو ....

شمس الاسلام بہاری

جانشین امیر شریعتؒ سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کی نذر

سرفروشوں کے لئے ہے مرکزِ افکار تو ـ ؟
پیکرِ علم وعمل اور زبدۂ اخیار تو ـ ؟

ابنِ میرِ[1] ہم وزیرو کاشفِ اسرار تو ـ ؟
تیرا دشمن روسیہ ! اور مطلعِ انوار تو ـ ؟

رائے پوریؒ[1] اور بخاریؒ[2] سے ملا ہے تجھ کو فیض
اُن کی صحبت کے ثمر سے وارثِ ابرار تو ـ ؟

جراتِ شیخ[3] و حبیب[4] اور فکر افضل[5] حق و تاج[6]
منعکس تجھ میں ہیں اور ہے موجبِ افتخار تو ؟

حلقۂ احرار کا ہر فرد ہے تیرا رفیق !
معشرِ احرار تجھ سے قائدِ احرار تو ـ ؟

---

[1] مرشدِ احرار و بخاری حضرۃ قطب العصر مولانا الشیخ شاہ عبدالقادر رائے پوری نوّر اللہ مرقدہٗ ۔ [2] حضرۃ امیرِ شریعۃ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۔ [3] حضرۃ شیخ حسام الدینؒ ۔ [4] حضرۃ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ [5] جناب چودھری افضل حقؒ [6] ماسٹر تاج الدین انصاری لدھیانویؒ